مولانا مشتاق احمد (چینوٹ)

حیات امیر شریعت کے چند قابل تقلید پہلو

آج سے ساٹھ ستر سال پہلے برصغیر نادر روزگار شخصیات سے آباد تھا۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری جیسے محدث، سید عطاء اللہ شاہ بخاری امیر شریعت جیسے خطیب، علامہ شبیر احمد عثمانی جیسے متکلم، مولانا مفتی کفایت اللہ جیسے فقیہہ، مولانا ابوالکلام آزاد جیسے مدبّر اور ادیب، شیخ الہند مولانا محمود حسن جیسے مجاہد، مولانا حسین احمد مدنی جیسے استاذ الاساتذہ، حضرت اشرف علی تھانوی اور حضرت احمد علی لاہوری جیسے مفسر، شاہ عبدالقادر رائپوری اور حضرت عبدالہادی دینپوری جیسے شیوخ، چودھری افضل حق جیسے عالی دماغ مفکر، شیخ حسام الدین، تاج الدین ماسٹر انصاری، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی جیسے جاں نثاران حق، شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، حفظ الرحمن سیوہاری جیسے محقق، علامہ اقبال ایسے مفکر، غلام رسول مہر، مولانا ظفر علی خان اور آغا شورش کاشمیری جیسے صحافی ادیب اور قادر الکلام شاعر موجود تھے۔ نہ صرف موجود تھے بلکہ پورا برصغیر ان حضرات کی ضیا پاشیوں سے منور تھا۔ تشنگان علم و ادب ان سے سیراب ہوتے تھے۔ سیاست کے خواہاں، سیاست کا درس لیتے۔ قرآن و حدیث کے طلب گار ان سے دین متین کے اسرار و رموز سیکھتے۔ قرب الٰہی کے خواہش مند، راہ سلوک کی منازل طے کرتے۔ ہر علم و فن کے طلبگار کو متعلقہ فن کے امام میسر تھے اور وہ اپنے اپنے ظرف کے مطابق ان حضرات سے استفادہ کرتے تھے۔

افسوس صد افسوس! کیسا زمانہ آگیا ہے، ہر میدان خالی پڑا ہے۔ ہر مسند، اپنے مسند نشینوں کی تلاش میں نوحہ خواں ہے۔ ہر قافلہ اپنے حدی خواں کی تلاش میں ہے۔.......ع

اب ڈھونڈ انہیں چراغِ رخ زیبا لے کر

یہ وہ حضرات تھے، جنہیں یاد کر کے مجھے مقامات حریری کے دو شعر یاد آرہے ہیں۔

فَمَا رَاقَنِی بَعدَ بُعدِہٖ

وَلَا شَاقَنِی مَن سَاقَنِی لِوِصَالِہٖ

وَلَا لَاحَ مُذ نَدَّ نِدّ لِفَضلِہٖ

وَلَا ذُو خِلَالٍ حَازَ مِثلَ خِلَالِہٖ

اس کی مفارقت کے بعد مجھے کسی شخص کی ملاقات نے خوش نہیں کیا اور نہ اس کے بعد مجھ سے آرزوئے ملاقات رکھنے والے شخص نے مجھ میں شوق پیدا کیا۔

وہ جب سے جدا ہوا ہے اس جیسی خوبیاں رکھنے والا شخص مجھے نہیں ملا اور نہ ہی کوئی عمدہ خصلتیں رکھنے والا ایسا شخص نکلا جس میں اسکی سی صفات موجود ہوں۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ جنہیں ان کے چاہنے والے "شاہ جی" کے نام سے یاد کرتے ہیں کی سوانح اور چشم دید واقعات لکھنے والے بہت ہیں۔ جو مجھ سے بہتر انداز میں یہ کام کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں۔ احقر کا مقصد شاہ جی کی سوانح کا خلاصہ بیان کرنا ہے، ان کے وہ اوصاف حمیدہ جن کی بدولت وہ امیر شریعت

بنے، آج بھی ہمارے لئے قابل تقلید ہیں اور انہی خطوط پر چل کر علماء کرام صحیح معنوں میں دین کی خدمت کرسکتے ہیں۔ اگر یہ اوصاف آج کے دینی رہنماؤں میں نہیں تو تلخ نوائی معاف، وہ دینداری نہیں بلکہ دکانداری ہے۔

دینی حمیت:

دینی حمیت و غیرت، شاہ جی کے نمایاں ترین اوصاف میں سے ایک ہے۔ یہ دینی حمیت کا جذبہ ہی تھا جس نے انہیں ایک تہائی زندگی جیل میں اور ایک تہائی ریل میں گزارنے پر مجبور کیا۔ آپ کبھی انگریز کو للکارتے تھے تو کبھی اس کے خود کاشتہ پودے مرزائیت کی سرکوبی کرتے تھے۔ قیام پاکستان تک یہ دونوں مشن برابر چلاتے رہے، کبھی مرزا محمود (آنجہانی قادیانی) کو رمضان المبارک میں علانیہ چائے پینے پر للکارا تو کبھی قادیان میں عظیم الشان تبلیغ کانفرنس کر کے اس کے سینہ پر مونگ دلے۔

قادیان میں آپ نے مجلس احرار اسلام کا مستقل دفتر قائم کیا تاکہ زیادہ عمدگی سے قادیانیت کا محاسبہ کیا جاسکے۔

حُبّ رسول ﷺ:

ایک عام مسلمان کو حضور اکرم ﷺ سے بے پناہ عقیدت ہے، شاہ جی تو عالم اور پھر سید تھے۔ آپ کے جذبۂ حب رسول ﷺ کا اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ اس امت کی زندگی بیکار ہے جس کے سامنے اس کے رسول ﷺ کی گستاخی کی جائے۔ حضرت امیر شریعت سرتاپا حبِ رسول ﷺ میں مست تھے۔ بلکہ فنافی الرسول ﷺ تھے۔ یہ آپ کی دردانگیز اور جادو بھری تقریر کا ہی اثر تھا کہ غازی علم الدین شہید نے راجپال کو جہنم رسید کر کے خود دار و رسن کو سینے سے لگالیا۔ قادیانیت کا اتنی تڑپ اور محنت سے تعاقب، حضرت خاتم النبیین ﷺ سے آپ کی لازوال محبت کا ہی ثمرہ ہے۔

"سجع" اردو شاعری کی ایک صنف ہے جس کا معنی یہ ہے کہ ایسا موزوں فقرہ یا مصرعہ جس کے کچھ ظاہری معنی بھی ہوں اور اس میں کسی شخص کا نام بھی آجائے۔ (فیروز اللغات ص ۴۱۵)

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید کے پاس ایک آدمی آیا جس کا نام "محمد کالے" تھا۔ اس نے کہا کہ حضرت میرے نام کی "سجع" کوئی نہیں کہتا، آپ کہہ دیں۔ نام بھی عجیب تھا۔ محمد اور کالے کی باہم کیا نسبت؟ اس لئے کوئی شاعر سجع میں کامیاب نہ ہوسکا۔ حضرت شاہ اسمٰعیل نے حضور ﷺ کی محبت کی برکت سے سجع کہہ دی کہ

"ہر دم نام محمد کا، لے"

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت شاہ جی کو بھی پیش آیا۔ تفصیل یہ ہے کہ آپ غالباً تحریک پاکستان کے زمانہ میں ضلع جھنگ کے دورہ پر تشریف لے آئے۔ جامعہ محمدی شریف میں خطاب فرمایا، اس وقت حضرت مولانا محمد نافع صاحب زید مجدہ، زیر تعلیم تھے۔ ان سے تعارف ہوا۔ وہاں سے چنیوٹ تشریف لائے، یہاں ملنے والوں میں سے ایک راقم الحروف کے خالو مولانا حبیب الغفور مرحوم تھے۔

حضرت شاہ جی نے رات کو خطاب فرمایا، دوران تقریر کہا کہ مجھے اس علاقہ کے دو نام بہت پسند آئے ہیں۔ ایک حبیب الغفور، دوسرا محمد نافع، یہ فرما کر آپ نے مخصوص انداز میں زلفوں کو جھٹکا دیا اور محمد نافع نام کی سجع

تھی...... "باقی سب بیکار، محمد نافع" پھر چند لمحے ٹھہر کر فرمایا......اس میں اہانت انبیاء کرام کا شبہ ہوتا ہے۔ اسے یوں بدل دو،...... "عالم ہمہ بیکار، محمد نافع"......ایسی سجع بندی حضور ﷺ کی محبتِ کامل کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

دنیاداری سے استغناء:

حضرت امیر شریعت صحیح معنوں میں زاہد تھے۔ آپ اگر چاہتے تو سونے چاندی کا محل تعمیر کر لیتے۔ ایک بہت بڑی جاگیر کے مالک ہوتے لیکن آپ نے درویشانہ شان سے زندگی گزاردی۔ حکمرانوں سے زندگی بھر نفور رہے۔ سکندر مرزا کے بلاوا پر اس سے ملنے سے انکار کردیا۔ اپنے اکابر کا نام لے لے کر حکمرانوں کا قرب حاصل کرنے والے حضرات کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے۔

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جسکی فقیری میں بوئے اسد اللہی

استقامت:

شاہ جی کی پوری زندگی استقامت سے عبارت ہے۔ اور بزرگوں کا قول ہے کہ استقامت، کرامت سے بہتر ہے۔ یہ جدوجہد، یہ جرأت، استقامت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ انگریز کے دور میں آپ نے نو، دس سال قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں جبکہ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھی تقریباً ایک سال قید رہے۔

دارورسن کی گود کے پالے ہوئے ہیں ہم
سانچے میں مشکلات کے ڈھالے ہوئے ہیں ہم
وہ دولت جنوں کہ زمانے سے اٹھ گئی
اس دولت جنوں کو سنبھالے ہوئے ہیں ہم

خلوص و تقویٰ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے

"انمایخشی اللہ من عبادہ العلماء" البتہ تحقیق اللہ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں۔
صوفیا حضرات کا کہنا ہے کہ اللہ کا خوف علماء کے شایان شان ہے اور جو عالم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ حضرت شاہ جی کی یہ مقبولیت عامہ، شان محبوبیت، قلندرانہ ادائیں، یہ سب خلوص و تقویٰ کی برکات ہیں اور کمال تقوی کی وجہ سے آپ سے بعض دفعہ کرامات کا ظہور بھی ہوتا تھا۔ میرے محترم بزرگ ملک احمد علی صاحب جو کہ تبلیغی جماعت کے سرگرم رکن اور تحصیل چنیوٹ کے گاؤں "رشیدہ" کے باسی ہیں، اس کے راوی ہیں کہ چنیوٹ میں حضرت شاہ جی ایک دفعہ تشریف لائے۔ عین آغاز خطاب کے وقت بارش شروع ہوگئی۔ آپ نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا "یااللہ یا تو خود برس یا مجھے برسنے دے۔" آپ کا اتنا کہنا تھا بارش بند ہوگئی۔ اور اختتام تقریر کے فوراً بعد ایسی بارش ہوئی کہ سامعین بھیگتے ہوئے گھروں کو لوٹے۔

فکری تربیت:

حضرت شاہ جی کی ایک اہم شان یہ تھی کہ آپ اپنے رفقاء اور کارکنوں میں اپنی روح پھونک دیتے تھے ان کے افکار کی دنیا میں زلزلے آجاتے اور وہ اسلام کے سچے خادم اور شاہ جی کے سچے شیدائی بن جاتے تھے جبکہ آج نظریاتی جدوجہد کا خاتمہ ہورہا ہے اور مادہ پرستی غالب آرہی ہے۔ کیا کوئی نکتہ ور، اس کی عقدہ کشائی کرے گا۔

اتحادو اخوت:

آپ کی زندگی کا ایک محور یہ بھی تھا کہ سب کو ملا کر رکھا جائے، یہی وجہ تھی کہ اپنے تو اپنے، غیر بھی آپ پر جان چھڑکتے تھے اور آج اپنے بھی اتحاد، بلند نگاہی اور عالی ظرفی کے جذبات سے خالی نظر آتے ہیں۔ ایک مسلک و نظریہ رکھنے والے بھی متحد نہیں ہوتے، ہر ایک نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنا رکھی ہے۔

حضرت امیر شریعت کی غیروں کو ساتھ لے کر چلنے میں کامیابی اور آج ہماری اپنوں کو بھی اکٹھا کرنے میں ناکامی کا نکتہ، شاہ جی کے ماننے والوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں حضرت امیر شریعت کی زندگی کے ان پہلوؤں پر غور و فکر اور انہیں اپنانے کی توفیق دیں۔ و ما علینا الا البلاغ

بقیہ از ص ۲۵

هذا هو موسیٰ فی الله الذی اشارا لله فی کتابه الی حیاه و فرض علینا ان نومن بانه ، حتی فی اسماء و لم یمت ولیس من المیّتین

(ترجمہ از مرزا) "یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہیں اور مردوں میں سے نہیں" نور الحق حصہ اول ص ۶۸، ۶۹، خزائن ج ۸ طبع قادیان ص ۵۱ و مثلہ حمامۃ البشریٰ ص ۵۵، خزائن ۲۲۱ ج ۷ قدیم ۴۸، ۳۵) مرزا کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ فوت نہیں ہوئے اور آسمانوں پر زندہ اسی جسد عنصری سے موجود ہیں۔

مرزائی جواب دیں کہ مرزا کی یہ بات سچی ہے یا جھوٹی؟ مسلمانوں کو کہتے ہو کہ کوئی بشر آسمانوں پر نہیں جاسکتا تو بتاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر اس جسد عنصری سے کیسے پہنچ گئے۔ مرزا کو تم نے کیوں معاف کر دیا ہے۔ یہ قران سے ثابت کر کے لکھ رہا ہے کہ حضرت موسیٰ آسماں پر زندہ موجود ہیں اور فوت بھی نہیں ہوئے۔ مسلمانوں کو کہتے ہو کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر کیا کھاتے پیتے ہیں تو تم بتاؤ حضرت موسیٰ کیا کھاتے پیتے ہیں؟ تم مرزا کی اس بات کا کیوں انکار کرتے ہو۔ مرزا کی باتوں کو مان لیتے ہو بعض کا انکار کرتے ہو اور جھوٹا سمجھتے ہو کیا یہی تمہارا مرزا پر ایمان ہے؟ چونکہ چنانچہ اور تاویلات کی ضرورت نہیں انسان کے بچے بن کر مرزا کی عبارات پر غور کرو اور راہ راست پر آجاؤ ورنہ آخرت میں ہمیشہ پچھتاؤ گے اور وہاں کا پچھتانا کچھ کام نہ آئے گا۔